ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا کیسا؟

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِ اللہِ

الاستفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے   میں کہ میں ایک لڑکے سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ میرے والدین اس رشتے سے راضی نہیں ہیں اس لیے انہوں نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے اس وقت میں اپنے چچا کے پاس رہتی ہوں میرے چچا اور چچی اس لڑکے سے شادی کرنے کے لیے راضی ہیں تو کیا میں اپنے والدین کی رضامندی اور اجازت کے بغیر اس لڑکے سے شادی کر سکتی ہوں؟

سائلہ ایک بہن (U-K

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَونِ المَلِکِ الوَھَّاب اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیَ النُّوْرَوَالصَّوَاب

کسی لڑکی نے اپنےوالدین کی رضامندی اور اجازت کےبغیر ایسے لڑکے سے نکاح کیا جو اس کا کفو ہے یعنی مذہب خاندان کام کاج اور چال چلن میں ایسا ہے کہ لڑکی کے والدین کے لیے شرم و عار کا سبب نہیں بنے گا تواس صورت میں نکاح صحیح ہوجائےگا اور اگر کسی غیر کفو سے نکاح کیا تو اس کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا بلکہ وہ نکاح شرعاً باطل قرار پائے گا۔

پوچھی گئی صورت میں جس لڑکے سے آپ نکاح کرنا چاہتی ہیں اگر وہ آپ کا کفو ہے تو نکاح صحیح ہوجائے گا ورنہ غیر کفو ہونے کی صورت میں اس لڑکے سے آپ کا نکاح نہیں ہوگا۔آپ اس پر حرام ہی رہیں گی۔

فتاوی عالمگیری میں ہے: المَرْأَةُ إذَا زَوَّجَتْ نَفْسَهَا من غَيْرِ كُفْءٍ صَحَّ النِّكَاحُ في ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ۔۔۔ وَلَكِنْ لِلْأَوْلِيَاءِ حَقُّ الِاعْتِرَاضِ وَرَوَى الْحَسَنُ عن أبي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ النِّكَاحَ لَا يَنْعَقِدُ وَبِهِ أَخَذَ كَثِيرٌ من مَشَايِخِنَا رَحِمَهُمْ اللَّهُ تَعَالَى وَالْمُخْتَارُ في زَمَانِنَا لِلْفَتْوَى رِوَايَةُ الْحَسَنِ۔ یعنی عورت نے غیر کفو میں خود اپنا نکاح کر لیا تو ظاہر الروایہ میں ہے کہ اس کا نکاح صحیح ہے لیکن اس کے اولیاء (نکاح کے ولی) کو اعتراض کا حق حاصل ہے۔اور امام حسن رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا۔ اسی قول کو ہمارے کثیر مشائخ رحمہم اللہ تعالی نے لیا ہے ۔اورہمارے زمانہ میں فتوی کے لیے امام حسن رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو اختیار کیا گیا ہے۔

(ملتقطاً فتاوی عالمگیری،جلد1،صفحہ292،دار الفکر)

درمختار میں ہے   وَيُفْتَى   فِي غَيْرِ الْكُفْءِ   بِعَدَمِ جَوَازِهِ أَصْلًا   وَهُوَ الْمُخْتَارُ لِلْفَتْوَى لِفَسَادِ الزَّمَانِ ۔یعنی غیر کفو میں نکاح کے اصلاًناجائز ہونے کا فتوٰی دیا جائے گا۔ اور فسادِ زمانہ کی وجہ سے اسی کو فتوے کےلیے اختیار کیا گیا ہے۔

درمختار،مع ردالمحتار،جلد4،باب الولی،صفحہ 152،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں بالغہ بے اذن ولی خود اپنا نکاح کرسکتی ہے مگر کفو میں یعنی جس سے نکاح کرے وہ مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن میں اس سے ایسا کم نہ ہو کہ ا س کے ساتھ نکاح ہونا اس کے ولی کے لیے باعث ننگ وعار ہو اگر غیر کفو سے برضا ئے خود نکاح کرے گی او رولی رکھتی ہے اور اس نے پیش از نکاح غیر کفو جان کر بالتصریح اجازت نہ دی تو نکاح اصلاً نہ ہوگا۔

(فتاوی رضویہ,جلد11،صفحہ 275،رضافاونڈیشن لاہور)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں حرہ بالغہ عاقلہ نے بغیر ولی کفو سے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہوگیا اور غیر کفو سے کیا تو نہ ہوا اگرچہ نکاح کے بعد راضی ہوگیا۔

(بہارشریعت،جلد2،ولی کابیان،صفحہ46،مکتبۃالمدینہ کراچی)

بہار شریعت میں ہے کفو کے یہ معنی ہیں کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیا کے لیے باعثِ ننگ و عار ہو۔۔کفاء ت میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے

1 نسب2 اسلام3 حرفہ 4 حریت5 دیانت6 مال۔

(ملتقطاً بہارشریعت،جلد2،کفوکابیان،صفحہ53،مکتبۃالمدینہ کراچی)

تنبیہ والدین جب تک کسی گناہ کا حکم نہ دیں تب تک ان کی اطاعت کرنا اولاد پر فرض ہے ۔ اسی میں انسان کی کامیابی ہے۔ والدین کی رضامندی اور خوشی میں اللہ پاک کی رضاہے اور ان کی ناراضی میں اللہ پاک کی ناراضی ہے۔ان کے حکم کی خلاف ورزی کرنا انہیں ناراض کرنا سخت محرومی اور اللہ پاک کی ناراضی کا سبب ہے۔لہذا جب آپ کے والدین اس رشتے سے راضی نہیں ہیں تو آپ بھی اپنے والدین کی اطاعت کرتے ہوئے اس رشتے کو چھوڑ دیں۔رشتے کی وجہ سے اپنے والدین کو ناراض کر کے اپنے آخرت کی بربادی کا سامان نہ کریں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے أَنّ رَسُولَ اللہِ صلی اللہ علیه وسلم قَالَ رِضَى الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي رِضَى الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایااللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں اور اس کی ناراضی والدین کی ناراضی میں ہے۔

مسندبزار،جلد1،حدیث 2394، شاملہ

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں کی نصیحت فرمائی تھی ان میں سے ایک نصیحت یہ تھی وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَإِنْ أَمَرَاكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ یعنی اے معاذ رضی اللہ عنہ ہرگز اپنے والدین کی نافرمانی مت کرنا اگر چہ تمہیں گھر بار اور مال سے نکال جانے کا حکم دیں۔

(مسنداحمد بن حنبل،حدیث21060،شاملہ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اطاعت والدین جائز باتوں میں فرض ہے۔۔۔ ہاں اگر وہ کسی ناجائز بات کا حکم کریں تو اس میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔لَاطَاعَۃَ لِاَحَدٍ فِی مَعْصِیَّۃِ اللہ تَعالٰی۔ یعنیاللہ تعالٰی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت فرمانبرداری نہیں۔

(ملتقطاًفتاوی رضویہ،جلد21،صفحہ 157،رضافاونڈیشن لاہور)

وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کتبہ ابو الحسن محمد قاسم ضیاء قادری

Date:07-07-2020

How is it to marry without the permission of one’s guardian?

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہ

QUESTION:

What do the scholars of Islām and Jurists of the Sacred Law state regarding the following issue: I wish to marry a certain man; my mother and father are not happy with this partnering, which is why they have thrown me out of the house. At this current moment in time, I am living with my paternal uncle; my paternal uncle and his wife are happy with me marrying that man. So, can I marry that man without the consent of my mother & father?

Questioner: A sister from England

ANSWER:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَونِ المَلِکِ الوَھَّاب اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِيَ النُّوْرَ وَالصَّوَاب

If a woman married such a man who was compatible with her i.e. he is such in religion, lineage, occupation and conduct & behaviour that it will not be a cause of shame & disgrace, but her parents were not happy with this, nor did they give their consent, then in such case, the marriage will be valid. And if one married someone incompatible, then the marriage has not even been contracted; rather, such a marriage will be regarded as invalid, according to Islamic Law.

In the aforementioned case, if the man you wish to marry is compatible with you, then the marriage will be valid; otherwise, you will not be able to marry that man in the case of not being compatible; you will actually remain unlawful for him.

It is stated in Fatāwā ‘Ālamgīrī,

المَرْأَةُ إذَا زَوَّجَتْ نَفْسَهَا من غَيْرِ كُفْءٍ صَحَّ النِّكَاحُ في ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ---- وَلَكِنْ لِلْأَوْلِيَاءِ حَقُّ الِاعْتِرَاضِ وَرَوَى الْحَسَنُ عن أبي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ النِّكَاحَ لَا يَنْعَقِدُ وَبِهِ أَخَذَ كَثِيرٌ من مَشَايِخِنَا رَحِمَهُمْ اللَّهُ تَعَالَى وَالْمُخْتَارُ في زَمَانِنَا لِلْفَتْوَى رِوَايَةُ الْحَسَنِ۔

“If a woman has herself married an incompatible man, so it is stated in Zhāhir al-Riwāyah[1] that the marriage of such is valid but the guardians (i.e. in relation to marriage) have the right to object. And Imām Hasan - may Allāh have mercy upon him - has narrated from Imām A’zham Abū Hanīfah - may Allāh have mercy upon him - that such a marriage will not even be contracted. This very stance has been chosen by of our Shaykhs - may Allāh Almighty have mercy upon them all. And

---

[1] [particular legal texts]

the narration of Imām Hasan - may Allāh have mercy upon him - has been chosen as Islamic legal verdict for our era.”

[Taken from Fatāwā ‘Ālamgīrī, vol. 1, p. 292]

It is stated in Durr Mukhtār,

وَيُفْتَى فِي غَيْرِ الْكُفْءِ بِعَدَمِ جَوَازِهِ أَصْلًا وَهُوَ الْمُخْتَارُ لِلْفَتْوَى لِفَسَادِ الزَّمَانِ ـ

“The Islamic legal verdict of impermissibility, in essence, will be issued regarding marriage in the case of incompatibility. And it is this which has been selected for the Islamic legal verdict due to there being chaos in our era [if this was not the case].”

[Durr Mukhtār, vol. 4, p. 152]

A’lāhadrat, Imām Ahmad Ridā Khān - may Allāh have mercy upon him - states in Fatāwā Ridawiyyah, ‘A pubescent female may get married herself without the permission of a guardian, but only in the case of compatibility i.e. the male whom she marries must not be so lower in religion, lineage, occupation or conduct & behaviour that marrying him would be a cause of dishonour & shame to her guardian(s). If she herself willingly & happily gets married to someone incompatible and she has also brought a guardian along with her, and he/she [i.e. the guardian] has clearly not given permission whilst knowing beforehand - before the marriage - of the incompatibility, then the marriage will not have even occurred.’

[Fatāwā Ridawiyyah, vol. 11, p. 275]

Sadr al-Sharī’ah, Muftī Amjad ‘Alī A’zhamī - may Allāh have mercy upon him - states in Bahār-e-Sharī’at, ‘If a free pubescent female of sense got married to someone compatible without the permission of a guardian, then the marriage will be valid. And if it was with someone incompatible, then it will not, even if he/she [i.e. the guardian] was happy with it after the marriage [ceremony].’

[Bahār-e-Sharī’at, vol. 2, part 7, p. 46]

It is stated in Bahār-e-Sharī’at that the meaning of compatibility is that a male is not to be so lower than a woman in religion, lineage, occupation or conduct & behaviour that marrying him would be a cause of dishonour & shame to her guardians. In compatibility, six things are considered:

1 - Lineage

2 - Islām

3 - Occupation

4 - Being free [i.e. not a slave]

5 - Honesty & integrity

6 - Wealth

[Taken from Bahār-e-Sharī'at, vol. 2, part 7, p. 53]

Note

Until a mother & father have not said to do a sinful action, it is Fard upon their children to obey them; only in this is there success for a person. The pleasure of Allāh is in the happiness and pleasure of a mother & father, and the displeasure of Allāh is in their displeasure. Going against what they are saying and upsetting them is extreme deprivation; it is a cause of the displeasure of Allāh Almighty. Hence, when one's parents are not happy with that partnering, one should leave that partnering. One should not provide fuel to the fire of destruction for one's Hereafter by upsetting one's mother & father over a partnering.

It is narrated from the respected 'Abdullāh Ibn 'Amr - may Allāh be pleased with them both,

أَنّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ رِضَى الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي رِضَى الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ۔

"The Noble Messenger of Allāh ﷺ stated, 'The content of Allāh is in the content of a mother & father, and His displeasure is in the displeasure of a mother & father.'"

[Musnad Bazzār, vol. 1, Hadīth no. 2394]

The Noble Prophet ﷺ advised the respected Mu'ādh - may Allāh be pleased with him - of ten things. From those advised matters, one of them was,

وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَإِنْ أَمَرَاكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ

'(O Mu'ādh [may Allāh be pleased with him]! Never disobey your parents, even if they tell you to leave the house and your wealth.'

[Musnad Ahmad Ibn Hanbal, Hadīth no. 21060]

A'lāhadrat, Imām Ahmad Ridā Khān - may Allāh have mercy upon him - states that obeying parents in permissible matters is Fard. Yes, if they mention to do an impermissible matter, it is not therefore permissible to obey them in this.

"لَاطَاعَةَ لِأَحَدٍ فِى مَعْصِيَّۃِ اللهِ تَعالٰی۔

“There is no obedience of anyone in disobedience to Allāh Almighty.”

[Fatāwā Ridawiyyah, vol. 21, p. 157]

والله تعالى أعلم ورسوله أعلم صلى الله عليه وآله وسلم
كتبه أبو الحسن محمد قاسم ضياء القادري

Answered by Muftī Qāsim Ziyā al-Qādirī
Translated by Haider Ali